# امام محمد باقرعلیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

امام محمد باقرعلیہ السلام

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (57-114ھ)، امام محمد باقرؑ کے نام سے مشہور شیعوں کے پانچویں امام ہیں۔ آپ کا مشہور لقب باقر ہے جسے حدیث لوح کے مطابق رسول اللہؐ نے آپ کی ولادت سے پہلے آپکو دیا ہے۔ آپ کی مدت امامت 19 برس تھی۔ (95ھ تا 114ھ)۔ آپ کی امامت بنی امیہ کے پانچ خلیفوں ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک و ہشام بن عبدالملک کے دور میں رہی۔ 57 سال کی عمر میں 7 ذوالحجہ 114ھ کو شہادت پاگئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ہشام بن عبدالملک اور بعض کے مطابق ابراہیم بن ولید آپ کی شہادت کا سبب بنے۔ آپؑ واقعۂ عاشورا کے دوران کم سن تھے اور چشم دید گواہ بھی ہیں۔ باقر العلوم، علم زہد اور عظمت و فضیلت میں بنی ہاشم کی عظیم شخصیات میں سے ایک تھے۔ آپ سے مختلف موضوعات پر احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں فقہ، توحید، سنت نبوی، قرآن اور اخلاق جیسے موضوعات قابل ذکر ہیں اپنے زمانے میں تشیُّع کے فروغ کے لئے مناسب تاریخی حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے عظیم شیعہ علمی تحریک کا آغاز کیا جو آپ کے فرزند ارجمند امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچ گئی۔ آپ کے شاگرد اور صحابی کی تعداد کو 462 نفر ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے دورہ امامت میں اخلاق، فقہ، کلام و تفسیر جیسے موضوعات میں شیعوں کا نظریہ تحریر ہونا شروع ہوا۔ امام باقرؑ کے بارے میں بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں عزیز اللہ عطاردی کی کتاب مسند الامام الباقر سر فہرست ہے۔

سوانح حیات

امام محمد باقرؑ امام سجاد اور فاطمہ بنت حسنؑ کے بیٹے ہیں۔[1] چونکہ آپ کا نسب امام حسن]] اور امام حسینؑ تک پہنچتا ہے اس لئے آپ کو ہاشمیٌ بین ہاشمیَین، علویٌ بین علویَین و فاطمیٌ بین فاطمیَین کا لقب دیا گیا ہے۔[2] حدیث لوح کے مطابق جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے آپؑ کی ولادت سے پہلے آپ کا نام محمد اور لقب باقر رکھا تھا۔[3] آپ کے دیگر القاب میں «باقرالعلم»، «شاکر»، «ہادی» اور «امین» قابل ذکر ہیں؛[4] جبکہ آپ کا مشہور ترین لقب باقر ہے جس کے معنی علم و دانش کا سینہ چاک کرکے اس کے راز و رمز تک پہنچنے والے (شکافتہ کرنے والا) کے ہیں۔[5] یعقوبی رقمطراز ہے: آپ کو اس سبب سے باقر کا نام دیا گیا کہ آپ نے علم کو شکافتہ کیا۔[6] شیخ مفید کے مطابق امام محمد باقرؑ علم اور زہد میں اپنے تمام بھائیوں میں افضل اور قدر و منزلت میں سب سے اعلی تھے اور سب اس عظمت کے معترف تھے۔[7] آپ کی مشہور کنیت «ابو جعفر» ہے۔[8] حدیث کے منابع میں آپ کو غالبا ابو جعفر اول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ ابوجعفر ثانی (امام جوادؑ) سے اشتباہ نہ ہوجائے۔[9]

ولادت اور شہادت

امام محمد باقرؑ بروز جمعہ یکم رجب المرجب سنہ 57 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔[10] گوکہ بعض منابع میں آپ کی تاریخ ولادت اسی سال 3 صفر بروز منگل ثبت کی گئی ہے۔[11] کم سنی کے عالم میں آپ واقعہ کربلا میں شریک تھے۔[12]

امام باقرؑ 57 سال کی عمر میں[13] 7 ذی الحجہ سنہ 114 ہجری کو شہید ہوئے۔[14]البتہ بعض منابع میں ذی الحجہ کی جگہ ربیع الاول یا ربیع الثانی کا نام لیا گیا ہے۔[15] امام محمد باقرؑ کی شہادت کے سلسلے میں دوسرے اقوال بھی تاریخ کے صفحات پر درج ہیں جن میں آپ کی شہادت 115ھ، 116ھ اور 118ھ کو قرار دیا گیا ہے۔[16]

امام محمد باقرؑ کی شہادت ہشام بن عبد الملک کے دور خلافت میں واقع ہوئی:[17] چونکہ ہشام سنہ 105 ہجری سے 125 ہجری تک بر سر اقتدار رہا،[18] اور امام محمد باقرؑ کی شہادت کے سلسلے میں مورخین نے جن تاریخوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے آخری سال 118 ہجری ہے۔[حوالہ درکار] امام محمد باقرؑ کو کس شخص یا کن اشخاص نے قتل کیا؟ اس سلسلے میں مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے لکھا ہے کہ آپ کو شہید کرنے میں ہشام بن عبد الملک براہ راست ملوث تھے۔[19] بعض کا قول ہے کہ آپ کا قاتل ابراہیم بن ولید بن عبد الملک بن مروان ہے جس نے امامؑ کو مسموم کیا۔[20]

امام محمد باقرؑ نے وصیت کی تھی کہ آپ کو اسی لباس میں دفن کیا جائے جس میں آپ ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے۔[21] آپ امام سجادؑ اور امام حسنؑ کے ساتھ قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔[22] امام نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ آپ کے اموال میں سے دس سال تک منا میں آپ کے لئے مجلس عزا برپا کی جائے۔[23]

ازواج اور اولاد

تاریخی منابع کے مطابق امام باقرؑ کی تین بیویاں اور سات اولاد تھیں:[24]

دورہ امامت

امام محمد باقرؑ سنہ 95 ہجری میں اپنے والد ماجد امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے[25] اور سنہ 114 ہجری تک اس منصب پر فائز رہے۔[26] رسول اکرمؐ سے منقول جن احادیث میں امام سجادؑ کی امامت کے بعد آپ کی امامت کی طرف اشارہ ہوا ہے وہ آپ کی امامت کی دلیل شمار ہوتی ہیں۔[27] امام امام زین العابدینؑ بھی آپ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے تو اس بارے میں آپ

سے دریافت کیا کہ آپ محمد باقر پر اس قدر توجہ کیوں دیتے ہیں اور اس خصوصی توجہ کا راز کیا ہے تو امام سجادؑ نے فرمایا: اس کا سبب یہ ہے کہ امامت ان کے فرزندوں میں باقی رہے گی حتی کہ حضرت ہمارے قائم قیام کریں اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے؛ چنانچہ وہ امام بھی ہیں اور اماموں کے باپ بھی۔[28]

## ہم عصر خلفا

امام باقرؑ کا عہد امامت درج ذیل پانچ اموی خلفا کے ہمزمان تھا:

- ولید بن عبدالملک (86 تا 96) ہجری
- سلیمان بن عبدالملک (96 تا 99) ہجری
- عمر بن عبدالعزیز (99 تا 101) ہجری
- یزید بن عبدالملک (101 تا 105) ہجری
- ہشام بن عبدالملک (105 تا 125) ہجری

اعیان الشیعہ میں ذکر ہوا ہے کہ عبدالمالک بن مروان نے امام باقرؑ کی تجویز سے اسلامی سکہ رائج کیا۔[29] اس سے پہلے خرید و فروخت رومی سکوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ اور چونکہ یہ ماجرا امام زین العابدینؑ کے دور میں واقع ہوا، اس لئے بعض نے اس کو امام سجاد سے منسوب کیا ہے جبکہ بعض کا کہنا ہے امام باقرؑ نے امام سجادؑ کے حکم سے یہ تجویز دی تھی۔[30]

## علمی تحریک

سنہ 94 ہجری سے 114 ہجری تک کا زمانہ فقہی مسالک کی ظہور پذیری اور تفسیر قرآن کے سلسلہ میں نقل حدیث کے عروج کا زمانہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس دور میں بنی امیہ کی سلطنت زوال کی طرف سرکنے لگی تھی اور کافی حد تک کمزور ہو چکی تھی۔ اس زمانے میں اموی بزرگوں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی زوروں پر تھی۔ اہل سنت کے علماء میں سے شہاب زہری، مکحول، ہشام بن عروہ وغیرہ جیسے افراد نقل حدیث کا اہتمام کرتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ اور بعض دوسرے افراد اپنے عقائد کی ترویج میں مصروف تھے؛ جن میں خوارج، مرجئہ، کیسانیہ اور غالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

امام باقرؑ نے اس دور میں وسیع علمی تحریک کی بنیاد رکھی جو آپ کے فرزند ارجمند امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادقؑ کے دور میں عروج کو پہنچی۔ آپ علم، زہد اور فضیلت میں اپنے دور کے ہاشمی بزرگوں میں سر فہرست تھے اور علم دین، سنت، علوم قرآن سیرت اور فنون اخلاق و آداب جیسے موضوعات میں جس قدر حدیثیں اور روایات آپ سے منقول ہیں وہ امام حسن اور امام حسین کے کسی بھی دوسرے فرزند سے نقل نہیں ہوئی ہیں۔[31]

شیعہ فقہی احکام ۔ اگر چہ ۔ اس وقت تک صرف اذان، تقیہ، نماز میت وغیرہ جیسے مسائل کی حد تک واضح ہوچکے تھے لیکن امام باقرؑ کے ظہور کے ساتھ اس سلسلے میں نہایت اہم قدم اٹھائے گئے اور ایک قابل تحسین علمی و ثقافتی تحریک شیعیان آل رسولؐ کے درمیان شروع ہوئی۔ اسی زمانے میں اہل تَشَیُّع نے ۔ فقہ، تفسیر اور اخلاق پر مشتمل ۔ فرہنگ کی تدوین کا کام شروع کیا۔[32]

امام باقرؑ نے اصحاب قیاس کی دلیلوں کو شدت سے ردّ کردیا۔[33] اور دیگر منحرف اسلامی فرقوں کے خلاف بھی سخت موقف اپنایا اور یوں مختلف موضوعات میں اہل بیتؑ کے صحیح اعتقادی دائرے کو واضح اور الگ کرنے

کی (کامیاب) کوشش کی۔ آپ نے خوارج کے بارے میں فرمایا: "خوارج نے اپنی جہالت کے بموجب عرصہ حیات اپنے لئے تنگ کردیا ہے، دین اس سے کہیں زیادہ نرم و ملائم اور لچکدار ہے جو وہ سمجھتے ہیں۔[34]

امام باقرؑ کی علمی شہرت ـ نہ صرف حجاز میں بلکہ ـ حتی کہ عراق اور خراسان تک بھی پہنچ چکی تھی؛ چنانچہ راوی کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ خراسان کے باشندوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا رکھا ہے اور اپنے علمی سوالات آپ سے پوچھ رہے ہیں۔[35]

اگلی سطور میں اختصار کے ساتھ مختلف موضوعات (علم و سائنس کے شعبوں) میں امامؑ کی علمی میراث کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

تفسیر

امامؑ نے اپنے اوقات کا ایک حصہ تفسیری موضوعات و مباحث کے لئے مختص کر رکھا تھا اور تفسیری حلقہ تشکیل دے کر علماء اور عام لوگوں کے سوالات و اعتراضات کا جواب دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام باقرؑ نے تفسیر قرآن میں ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی جس کی طرف محمد بن اسحق ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں بھی اشارہ کیا ہے۔ [36]

امامؑ قرآن کی شناخت و معرفت کو اہل بیت تک محدود سمجھتے تھے کیونکہ وہ محکمات کو متشابہات اور ناسخ و منسوخ سے تمیز دینے کی قوت رکھتے ہیں؛ اور ایسی خصوصیت اہل بیتؑ کے سوا کے پاس بھی نہیں پائی جاسکتی۔ اسی بنا پر آپ نے فرمایا ہے: کوئی بھی چیز تفسیر قرآن کی مانند لوگوں کی عقل سے دور نہیں ہے؛ کیونکہ ایک آیت کا آغاز متصل ہے ایک مسئلے کے بارے میں، اور یہ کلامِ متصل کئی وجوہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے"۔[37]

حدیث

امام باقرؑ نے احادیث نبوی کو خاص شکل میں توجہ اور اہمیت دی تھی حتی کہ جابر بن یزید جعفی نے آپ سے رسول اللہؐ کی ستر ہزار حدیثیں نقل کی ہیں؛ جیسا کہ ابان بن تغلب اور دوسرے شاگردوں نے اس عظیم ورثے میں سے بڑے مجموعے نقل کئے ہیں۔

امامؑ نے صرف نقل حدیث اور ترویج حدیث ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اصحاب کو فہمِ حدیث اور ان کے معانی کے سمجھنے کے اہتمام کرنے کی پر بھی ترغیب دلائی ہے۔ مثلا آپ نے فرمایا ہے:

ہمارے پیروکاروں کے مراتب کو احادیث اہل بیت نقل کرنے اور ان کی معرفت و ادراک کی سطح دیکھ کر پہچانو، اور معرفت در حقیقت روایت کو پہچاننے کا نام ہے اور یہی درایۃالحدیث ہے، اور روایت کی درایت و فہم کے ذریعے مؤمن ایمان کے اعلی درجات پر فائز ہوجاتا ہے۔[38]

کلام

امام باقرؑ کے زمانے میں مناسب مواقع فراہم ہوئے، حکمرانوں کی طرف سے دباؤ اور نگرانی میں کمی آئی اور یوں مختلف عقائد و افکار کے ظاہر و نمایاں ہونے کے اسباب فراہم ہوئے اور یہی آزاد فضا بھی معاشرے میں انحرافی افکار کے وجود میں آنے کا سبب بنی۔ ان حالات میں امامؑ کو درست اور حقیقی شیعہ عقائد کی تشریح، باطل عقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ متعلقہ شبہات و اعتراضات کا جواب بھی دینا پڑ رہا تھا؛ چنانچہ آپؑ ان امور کے

تناظر میں ہی کلامی (و اعتقادی) مباحث کا اہتمام کرتے تھے؛ "ذات پروردگار کی حقیقت کے ادراک سے عقل انسانی کی عاجزی" [39] اور "واجب الوجود کی ازلیت"[40] وغیرہ ان ہی مباحث میں سے ہیں۔

امامؑ کی دیگر مواریث بھی ہم تک پہنچی ہیں جیسے فقہی میراث[41] اور تاریخی میراث [42] وغیرہ۔
امامؑ کے مناظرات

امام باقرؑ کی علمی سرگرمیون میں مختلف موضوعات پر مختلف افراد کے ساتھ مناظرات بھی شامل تھے۔ آپ کے بعض مناظرات کی فہرست کچھ یوں ہے:

عیسائی عالم (Bishop) کے ساتھ امام باقرؑ کا مناظرہ
حسن بصری کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ
ہشام بن عبدالملک کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ
محمد منکدر کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ
نافع بن ازرق کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ
عبداللہ بن معمّر لیثی امام محمد باقرؑ کا مناظرہ
قتادہ بن دعامہ کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

اسرائیلیات کے خلاف جدوجہد
اس زمانے میں اسلامی معاشرے کے اندر سرگرم اور معاشرتی تہذیب و ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کرنے والے گروہوں میں سے ایک گروہ یہودیوں کا گروہ تھا۔ بعض یہودی احبار جو بظاہر مسلمان ہوگئے تھے اور بعض وہ جو اپنے دین پر ثابت قدم تھے، اسلامی معاشروں میں پھیل گئے تھے اور مسلمانوں کے ایک سادہ لوح طبقے کی علمی مرجعیت کے حامل تھے۔ یہود اور اسلامی معاشرے میں ان کے القائات اور تبلیغات کے خلاف علمی جدوجہد اور انبیاء کے بارے میں یہودیوں کی بنائی ہوئی جھوٹی حدیثوں اور انبیاء کا چہرہ مخدوش کرنے والے مسائل کی تردید امام محمد باقرؑ کی علمی تحریک میں خاص طور پر نمایاں ہے۔ یہاں ہم بعض نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

زرارہ نقل کرتے ہیں: میں امام باقرؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور امامؑ نے، جو کعبہ کی طرف رخ کرکے بیٹھے تھے، کہا: "بیت اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے"۔ اسی حال میں عاصم بن عمر نامی شخص بھی امامؑ کے پاس آیا اور کہا: "کعب الاحبار کہتا ہے: إنّ الكعبة تَسْجُدُ لبيت المقدس فی كلِّ غَداة (ترجمہ: "کعبہ ہر صبح بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتا ہے"۔

امام نے فرمایا: کعب الاحبار کے اس قول کے بارے میں تمہاری اپنی رائے کیا ہے؟

عاصم نے کہا: کعب کی بات صحیح ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: "كذبتَ و كذبَ كعب الأحبار معك"۔ (ترجمہ: تم بھی جھوٹ بول رہے ہو اور کعب الاحبار بھی جھوٹ بول رہا ہے)۔ اس کے بعد امامؑ شدید غضب کی حالت میں فرمایا: "ما خَلَقَ اللّهُ عَزَّوَجلَّ بُقْعَةً فِی

الاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْها۔۔ (ترجمہ: خداوند متعال نے زمین پر کوئی بھی بقعہ (یعنی ممتاز قطعۂ ارضی) پیدا نہیں کیا جو اس کے نزدیک اس کعبہ سے زیادہ محبوب ہو)۔[43]

اصحاب اور شاگرد

امام محمد باقرؑ کے زمانے میں معاشرے کے سیاسی حالات کچھ اس طرح سے بدل گئے کہ آپ کو ایک عظیم علمی مجمع تشکیل دینے کا موقع میسر آیا اور آپ نے شریعت کی اقدار کے پابند بے شمار عالم و دانشمند افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔
اسی بنا پر جب ہم صدر اول کی تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں امام باقرؑ کی علمی حیات میں آپ کے بہت سے شاگردوں اور عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیات نظر آتی ہیں۔

اس کے باوجود یہ تصور کرنا درست نہیں ہے کہ امام محمد باقرؑ کو ان رکاوٹوں اور ممانعتوں سے آسودہ خاطر تھے جو حکمرانوں کی طرف سے اہل بیتؑ پر مسلط کی جاتی رہی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امام باقرؑ کی زندگی کا ماحول شدت سے تقیہ کا ماحول تھا۔ کیونکہ غیر صالح حکومتوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والی معاشرتی صورت حال میں تقیہ ترک کرنا علمی فعالیت سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور اور دین کے اصولی معارف و تعلیمات کی ترویج سے دور رہنے، کے مترادف تھا۔

زمانے کے حالات نے امام باقرؑ نیز امام صادقؑ کو مناسب امکان فراہم کئے جو دوسرے ائمہ طاہرینؑ کو فراہم نہیں ہوئے۔ یہ مناسب حالات اموی حکومت کی بنیادیں سست ہونے کی وجہ سے وجود میں آئے تھے۔ اس زمانے کے سیاسی نظام کا اندرونی بحران حکمرانوں کو سابقہ حکمرانوں کی طرح خاندان رسالت پر دباؤ ڈالنے اور انہیں گوشہ نشینی پر مجبور کرنے کا امکان فراہم نہ تھا۔ ان مناسب حالات میں امام باقرؑ اور امام صادقؑ کو زیادہ سے زیادہ فقہی، تفسیری اور اخلاقی نظریات فقہ و حدیث کی کتب میں اپنے نفیس اور عمدہ ورثے کے طور پر چھوڑنے کا موقع ملا۔
ایسے ہی حالات میں محمد بن مسلم امام محمد باقرؑ سے 30 ہزار حدیثیں[44] نقل کرنے میں کامیاب ہوئے اور جابر جعفی جیسی شخصیت نے 70 ہزار حدیثیں نقل کیں۔[45]

شیعہ علماء کے نزدیک اسلام کے صدر اول کے فقیہ ترین فقہاء چھ افراد تھے اور وہ سب امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے؛ ان فقہاء کے نام کچھ یوں ہیں:

زرارۃ ابن اعین
معروف بن خربوذ
ابوبصیر اَسَدی
فضیل بن یسار
محمد بن مسلم
برید بن معاویہ عجلی۔[46]

شیخ طوسی نے اپنی کتاب اختیار معرفۃ الرجال میں تحریر کیا ہے کہ امام باقرؑ کے ان شاگردوں کی تعداد 462

تھی جنھوں نے آپ سے حدیث نقل کی ہے۔ آپ کے ان شاگردوں میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں۔

امام محمد باقرؑ کے بعض اصحاب اور شاگردوں کی وثاقت اور اعتبار پر امامیہ اور اہل سنت کا اتفاق ہے اور بعض دیگر کو اپنے گہرے شیعہ رجحانات کی بنا پر اہل سنت کے رجال میں جگہ نہیں دی گئی ہے بلکہ صرف امامیہ کے نزدیک قابل اعتماد اور ثقہ اور معتبر ہیں۔
علما کے اقوال

امام محمد باقرؑ نہ صرف شیعوں کی نظر میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں بلکہ اہل سنت کے نزدیک بھی بے مثل اور منفرد شخصیت کے مالک ہیں۔ ذیل میں بعض علما کے اقوال کے نمونے پیش کئے جارہے ہیں:

ابن حجر ہیتمي رقمطراز ہے: ابو جعفر محمد باقر،[47] نے اس قدر علوم کے پوشیدہ خزانے، احکام کے حقائق اور حکمتوں و لطائف کو آشکار کیا ہے کہ آپ کا یہ کردار سوائے بے بصیرت اور بد سگال عناصر کے، کسی پر بھی پوشیدہ نہیں رہا ہے اسی بنا پر آپ کو باقر العلم (علوم کو شقّ و شکافتہ والا)، علوم کو جمع کرنے والا اور علم و دانش کا پرچم بلند کرنے والا، کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنی عمر طاعت رب میں گذاری اور عارفین کے مقامات و مراتب میں اس مقام پر فائز ہوئے جس کی توصیف سے بولنے والوں کی زبان قاصر ہے۔ آپ سے سلوک اور معارف میں بہت سے کلمات نقل ہوئے ہیں۔[48]

عبداللہ بن عطا عہد باقری کی نمایاں علمی شخصیت کا کہنا ہے: میں نے کہیں بھی علماء کو اس قدر چھوٹا نہیں پایا جتنا کہ میں نے انہیں ابو جعفر [امام باقرؑ] کی بارگاہ میں چھوٹا پایا۔[49]

الذہبی امام باقرؑ کے بارے میں رقمطراز ہے: ابو جعفرؑ ان شخصیات میں ہے جنہوں نے علم و عمل، سیادت آقائی اور شرف نیز وثاقت و متانت کو اپنی ذات میں یکجا کر دیا تھا اور خلافت کی اہلیت رکھتے تھے۔[50]

رسول اللہ کا امام باقر کو سلام
امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:
ایک دفعہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری (رحمۃاللہ علیہ) کو دیکھا اور انہیں سلام کیا؛ انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا:

تم کَون ہو؟ - یہ وہ زمانہ تھا جب جابر نابینا ہوچکے تھے۔

میں نے کہا: میں محمد بن علی بن الحسین ہوں۔

کہا: بیٹا میرے قریب آؤ۔

پس میں ان کے قریب گیا اور انھوں نے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا اور میرے پاؤں کا بوسہ لینے کے لئے جھک گئے لیکن میں نے انہیں روک لیا۔

اس کے بعد جابر نے کہا: بے شک رسول اللہؐ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا: و علی رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛ لیکن یہ کیسے اے جابر!

جابر نے کہا: ایک دفعہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپؐ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا: اے جابر! مجھے امید ہے کہ تم لمبی عمر پاؤ حتی کہ میرے فرزندوں میں سے ایک مرد کو دیکھ لو جس کا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا، اور اللہ تعالی اس کو نور اور حکمت بخشے گا۔ پس میری طرف سے اس کو سلام پہنچانا۔(یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۲۸۹۔)

حوالہ جات

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۵۵.

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۵۸.

قمی رازی، کفایة الاثر، ۱۴۰۱ق، ص۱۴۴-۱۴۵.

ابن شہرآشوب، مناقب آل ابی طالب(ع)، ۱۳۷۹ق، ج۴، ص۲۱۰.

مجلسی، جلاء العیون، ۱۳۸۲ش، ص۸۴۹.

یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج2، ص289۔

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۵۷.

طبری، دلائل الامامۃ، ص216۔

اربلی، کشف الغمه، ۱۴۲۱ق، ج۲، ص۸۵۷.

طبری، دلائل الإمامہ، ص۲۱۵؛ طبرسی، إعلام الوری، ج۱، ص۴۹۸۔

مجلسی، بحار، ج46، ص212۔

یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ۱۳۷۸ش، ج۲، ص۲۸۹.

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۵۸؛ ابن شہرآشوب، مناقب آل ابی طالب(ع)، ۱۳۷۹ق، ج۴، ص۲۱۰۔

نوبختی، فرق الشیعۃ، ۱۴۰۴ق، ص۶۱۔

ابن شہرآشوب، مناقب آل ابی طالب(ع)، ۱۳۷۹ق، ج۴، ص۲۱۰؛ جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعہ، ۱۳۸۳ش، ص۲۸٦۔

جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ۱۳۸۳ش، ص۲۸۶.

یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ۱۳۷۸ش، ج۲، ص۲۸۹۔

اخبار الدولہ عباسیہ، ۱۳۹۱ق، ص۴۱۲۔

مصباح کفعمی، 691۔

طبری، دلائل الامامۃ، ۱۴۱۳ق، ص۲۱۶؛ ابن شہرآشوب، مناقب آل ابی طالب(ع)، ۱۳۷۹ق، ج۴، ص۲۱۰.

شبراوی، الإتحاف بحب الأشراف، ۱۴۲۳ق، ص۲۸۷۔

نوبختی، فرق الشیعۃ، ۱۴۰۴ق، ص ۶۱؛ کلینی، الکافی، ۱۳۸۸ق، ج۲، ص۳۷۲؛ مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۵۷ و ۱۵۸؛ طبری، دلائل الامامۃ، ۱۴۱۳ق، ص۲۱۶؛ سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ۱۳۷۶ش، ص۳۰۶؛ کفعمی، المصباح، ۱۴۱۴ق، ص۶۹۱۔

شیخ صدوق، من لا یحضرہ الفقیہ، ۱۴۱۳ق، ج۱، ص۱۸۲۔

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج۲، ص۱۷۶؛ طبرسی، اعلام الوری، ۱۳۷۷ش، ص۳۷۵.

طبرسی، اعلام الوری، ۱۴۱۷ق، ص۴۸۱.

طبرسی، اعلام الوری، ۱۴۱۷ق، ص۴۹۸.

قمی رازی، کفایة الاثر، ۱۴۰۱ق، ص۱۴۴-۱۴۵.

قمی رازی، کفایة الاثر، 1401ھ، ص237۔

امین، اعیان الشیعه، ۱۴۰۳ق، ج۱، ص۶۵۴.

حسینی مازندارانی، العقد المنیر، ۱۳۸۲ش، ج۱، ص۷۵.

شیخ مفید، وہی ماخذ۔ 507۔

ضحی الاسلام، ج1، ص386؛ دراسات و بحوث فی التاریخ و الاسلام، ج1، صص57_56 بحوالہ از جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ص295۔

شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج18، ص39۔

شیخ طوسی، التهذیب، ج1، ص241؛ به نقل از جعفریان، وہی ماخذ، ص299۔

کلینی، وہی، ج6، ص266 و مجلسی، بحار الانوار، ج46، ص357۔

ابن ندیم، الفہرست، ص59 و شریف القرشی، باقر، حیاة الامام المحمد الباقر، ج1، ص174۔

گروہ مولفان، پیشوایان هدایت، ص320۔

شریف القرشی، باقر، ایضا، ص140و141۔

۔کلینی، وہی ماخذ، ج1، ص82۔

کلینی، وہی ماخذ ج1، صص88-89۔

مؤلفین کی ایک جماعت، پیشوایان ہدایت ج7، ص341 تا 347۔

مؤلفین کی ایک جماعت، پیشوایان هدایت ج7 ص330تا 334۔

مجلسی، بحار الانوار، ج46، ص354۔

مجلسی، بحار ج11، ص83

علی محمد علی دخیل، ائمتنا ج1، ص347

مناقب، ابن شہر آشوب، ج4، ص211

باقرکے لغوی معنی شقّ کرنے، کھولنے، وسیع کرنے، چیرنے اور پھاڑنے [تشریح کرنے] والے کے ہیں، لوئیس معلوف، المنجد في اللغة، الطبعة ثالث وثلاثون، مطبوعہ دارالمشرق بیروت۔ لبنان 1986۔

ابن حجر، الصواعق المحرقہ، ص201۔

سبط ابن الجوزی، تذکرة الخواص، ص337؛ علی بن عیسی الاربلی، کشف الغمة، ج2، ص329۔

ذهبی، سیر اعلام النبلاء، ج4، ص402۔

مآخذ

ابن اثیر، عزالدین، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار صادر، 1402ہ-ق/1982عیسوی۔

ابن ندیم، محمد، کتاب الفهرست، ترجمہ محمدرضا تجدد، تهران، چاپخانہ سپهر، چاپ سوم، 1366 ہجری شمسی۔

سبط ابن جوزی، تذکرة الخواص، طهران، مکتبة نینوی الحدیثہ، ناصر خسرو۔

سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، تحقیق: محمد محیی الدین عبدالحمید۔

طبرسی، امین الاسلام، اعلام الوری باعلام الهدی، ترجمہ عزیزاللہ عطاردی، تهران، کتابفروشی اسلامیہ، دوم،

1377 هجری شمسی.
طبری، محمد بن جریر، دلائل الامامة، قم، موسسة البعثة، الاولی، 1413هجری.
مجلسی، بحار الانوار، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1403 هجری.
قمی رازی، ابی القاسم علی بن محمد، کفایة الاثر فی النص علی الائمة اثنی عشر، قم، مطبعة الخیام، 1401 هجری.
نوبختی، حسن بن موسی، فرق الشیعه، بیروت، دار الاضواء، 1404 هجری.
شهرآشوب، ابی جعفر محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب، انتشارات ذوی القربی، الاولی، 1421 هـق/1379 هجری شمسی.
ابن حجر هیتمی، احمد، الصواعق المحرقه، مکتبة القاهره، بی‌تا.
طبرسی، ابی منصور احمد بن علی، الاحتجاج، مشهد، نشر المصطفی، 1403 هجری.
گروه مولفان، پیشوایان هدایت شکافنده علوم حضرت امام باقرؑ، مترجم: کاظم حاتمی طبری، قم، مجمع جهانی اهل بیت، اول، 1385 هجری شمسی.